اردو

مکتوباتِ صدی

حضرت شیخ شرف الدین احمد
یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

ایچ-ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

فذکران نفعت الذکریٰ

مکتوباتِ صدی

(جلد اول و جلد دوم کامل)

از

سید السالکین سند العارفین سلطان المحققین

مخدوم جہاں شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری قدس اللہ سرہ

مترجمہ

حضرت سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت سید شاہ الیاس یاسؔ بہاری فردوسی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر سید شاہ محمد نعیم ندوی فردوسی القادری

صدر شعبۂ اردو۔ جامعہ سندھ جامشورو

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان چوک کراچی
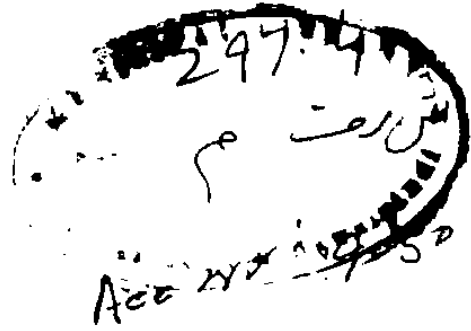
مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس کراچی

رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

قیمت: ۴۸ روپے

پینتیسواں مکتوب

حج کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرم شمس الدین سلمہ اللہ تعالےٰ۔ تمھیں معلوم ہو کہ حج میں مالی اور بدنی دونوں عبادات کی شرکت ہے۔ حج کے متعلق گروہِ صوفیہ کا حال کچھ نہ پوچھو۔ اس میں بڑے بڑے اسرار اور عجیب عجیب معاملات ہیں۔ درحقیقت زیارتِ کعبہ معظمہ زیارتِ خداوند جل وعلا ہے۔ یعنی مکان کی زیارت سے، مکین کی زیارت حاصل ہوتی ہے۔ اس عزت و توقیر کا منشا اس کا کرم عمیم ہے۔ حق تو یہ ہے کہ طالبانِ صادق کا مقصودِ حج خانہ سے خداوندِ خانہ ہے۔ خانہ صرف درمیان میں بہانہ ہے۔ دیکھو، حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہُ العزیز کیا فرماتے ہیں میں پہلی دفعہ جب حرم محترم گیا، صرف جمالِ کعبہ کی بہار لوٹی۔ دل میں سوچا کہ خالی گھر دیکھنے کا کیا حاصل۔ ہر قسم کی عمارتیں تو بہت دیکھنے میں آئی ہیں۔ میں تو صاحبِ خانہ کا متلاشی ہوں۔ واپس چلا آیا۔ دوسرے سال پھر گیا، حرم میں پہنچا، دل کی آنکھ کھولی، مکان و مکین دونوں پر نظر پڑی۔ خیال ہوا کہ این چہ معنی دارد۔ عالمِ الوہیت میں شرکت کہاں اور عالمِ وحدانیت میں دوئی کا وجود کیونکر؟ پھر محبوب، خانہ اور میں۔ تین تین کا مجموعہ۔ پناہ بہ خدا۔ ایک کے سوا اس راہ میں جو شخص دو دیکھتا ہے وہ علیحدہ ہے۔ وائے برحالِ ما کہ میں دو سے بڑھ کر تین تک پہنچ گیا۔ میرے ملحد ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ یہ سوچتے ہی فوراً لوٹا۔ اور تیسرے سال پھر گیا۔ حرم میں پہنچا۔ لطفِ محبوب نے مجھ کو آغوش میں لے لیا۔ اور سارے حجابات میرے دل کی آنکھ سے دُور کر دیے۔ شمع معرفت میرے قلب میں روشن کی اور میری ہستی کو انوارِ تجلیات سے جلا ڈالا۔ بعدہٗ میرے لطیفۂ سر میں یہ خطاب ہوا کہ اَنْتَ زَائِرِیْ حَقًّا

فَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ یُّکْرِمَ زَائِرَہٗ۔ (تو سچے دل سے میری زیارت کرنے آیا ہے۔ تو جس کی زیارت کی جاتی ہے اس پر حق ہے کہ زیارت کرنے والے پر بخشش کرے)۔ بیت

تا چشم برکشادم نورِ رخ تو دیدم تا گوش برکشودم آواز تو شنیدم

(جب میں نے آنکھ کھولی تو تیرا ہی جلوہ دیکھا۔ جب میں نے کان لگایا تو تیری ہی آواز سنی)
خیر عاشقانہ رنگ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ محبِّ صادق کے لیے جمالِ کعبہ اس محبوب بے نشان کا ایک نشان ہے۔ آخر کریں تو کیا کریں۔ وہاں پہنچ کر اپنے دل کو تسلّی دیتے ہیں کہ مَنْ مُّنِعَ عَنِ النَّظْرِ یَتَسَلّٰی بِالْاَثَرِ۔ جو شخص محبوب کا جمال دیکھنے سے مجبور ہے لامحالہ اُس کی نشانی سے دل بہلاتا ہے۔ تم نے مجنوں کا حال سنا ہو گا کہ صبح شام خانۂ لیلیٰ کے چاروں طرف چکّر لگاتا اور در و دیوار کو چومتا پھرتا اور ان اشعار کو پڑھتا تھا۔ ؎

اَطُوْفُ اِلٰی جِدَارِ دِیَارِ لَیْلٰی اُقَبِّلُ ذَا الدِّیَارِ وَذَا الْجِدَارَا
فَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ وَلٰکِنَّ حُبَّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

(میں لیلیٰ کے گھر کی دیواروں کے چاروں طرف گھومتا ہوں۔ میں چومتا ہوں اس گھر کے رہنے والے کو۔ گھر کی محبت نے میرا دل نہیں لبھایا ہے۔ مگر اُس نے جو اس گھر میں مقیم ہے)۔ اسی طرح طالبانِ صادق جب خانۂ کعبہ میں پہنچتے ہیں تو جبینِ نیاز اس آستانہ کی خاک پر غایت شفقت میں ملتے ہیں۔ اور دردِ دل سے نالہ کرتے ہیں۔ اس آرزو اور اس امید میں رہتے ہیں کہ شاید گھر دیکھتے دیکھتے صاحب خانہ بھی نظر آجائے اور "در چشم طلبگار عیانم" (میں ڈھونڈنے والوں کی آنکھ میں ظاہر ہوں) کا جلوہ ظاہر ہو۔ بھائی، وہ بیت اللہ ہے اس کے ساتھ جو شغف دل میں نہ پیدا ہو تھوڑا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جب محب جان لیتا ہے کہ اس کا مقصد اس دَر سے پورا ہو گا تو پھر وہاں سے ٹالے نہیں ٹلتا۔ اگر مدت العمر میں ایک لمحہ کے لیے بھی وہاں سے گھبرا کر اُٹھ جائے تو صاف صاف سنا دیا جاتا ہے کہ بسم اللہ، جہاں جی چاہے تشریف لے جائیے۔ جدھر کی ہوا سر میں سمائے اُدھر کی

راہ لیجیے۔ مجھے کوئی غرض نہیں۔ واضح رہے کہ مجھ سے الگ ہو کر اگر کلیم اللہ کا پاؤں بھی پکڑ و گے
تو وہ دستگیری نہ کریں گے۔ اگر روح اللہ کے قدم پر سر بھی رکھو گے تو وہ قبول نہیں کریں
گے۔ سن لو! اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو تو کھسک جاؤ۔ اور اگر سارا جہان درکار ہے تو اس در سے
ٹلنے کا نام نہ لو۔ برادرِ عزیز زہے نصیب ان کے جو بیت اللہ میں اپنی عمر گزار دیں۔ اللہ اکبر!
جہاں کی ایک دفعہ کی حاضری بڑی سے بڑی دولت ہو، وہاں کی تمام عمر جبہ سائی کیا رنگ لائے
گی۔ اس معنی کی طرف اپنے سخن گہربار میں حضرت سید مختار احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد
فرمایا ہے۔ حَجَّۃٌ مَبْرُوْرَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ حج پسندیدہ بارگاہ بہتر ہے دنیا سے
اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ کیوں نہ ہو حَوَالَیْہِ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (اس کے گرداگرد ہر طرف
کشادہ عمیق راہیں ہیں)۔ دیکھو سفرِ حج میں انسان اہل و فرزند کی محبت دل سے نکال دیتا ہے۔
اور ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس قدر سختی مجاہدہ کے بعد جس وقت جمالِ کعبہ دیکھتا ہے
ایسی خوشی اس کو ہوتی ہے اور ایسی قلبی راحت اس کو ملتی ہے کہ اور سامانِ عافیت اس کی نظر
میں سراسر تکلیف نظر آنے لگتے ہیں۔ اگر کہیں اس کی خوش نصیبی سے نسیمِ عنایت چل گئی، اور
اُس کے حجاب وجود کو اُس کی نظر سے ...... دُور کر دیا، پھر کیا ہے، جو عرش کہ دل کا کعبہ ہے، آنکھوں
کے سامنے آجاتا ہے۔ اب اس کا حال یہ ہے کہ محرمانِ قدس کی طرح سے عرش مجید کے گرداگرد طواف
کر رہا ہے۔ اس مقام میں ایسی لذت ہوتی ہے کہ لذاتِ بہشت کا بمقابلہ اس کے کوئی شمار نہیں
اس سے ترقی کر کے سِر کی نگاہ کون و مکان سے اگر گزر گئی اور محسوسات و معقولات کو اس نے
نظر انداز کر دیا، تو وہ ہے اور محبوب کا دیدار ہے۔ اب اس کا حال نہ پوچھو۔ نہ ادراک وہاں
تک پہنچ سکتا ہے۔ حَجَّۃٌ مَبْرُوْرَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (پسندیدہ بارگاہ حج دنیا
اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے اچھا ہے۔) کہو کیسا چیدہ ہوا۔ بلکہ خَیْرٌ مِّنَ الْعُقْبٰی (آخرت
سے بھی اچھا)۔ بھی کہا جائے تو زیبا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حَجَّۃٌ
مَبْرُوْرَۃٌ مَا لَھَا جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ (حج پسندیدہ کی جزا سوائے بہشت کے نہیں ہے)۔ یعنی جب

محب محبوب کی محبت میں بال بچوں کے تعلقات سے جدا ہو گیا اور جان و دل کی بازی لگا دی۔ اُس وقت اس کا مطلوب رضا اور لقا کی خلعت سے مشرف کرے گا۔ یہ اُن لوگوں کا کہا ہوا ہے کہ اگر دیدار کا وعدہ بہشت میں نہ ہوتا تو طالبوں کے دل پر بہشت کا خیال بھی نہیں آتا۔ اور کوئی شخص اپنی خواہش سے جنت میں قدم نہ رکھتا۔ اے بھائی! بہشت گویا کہ ایک سیپ ہے جس میں محبوب کی رضامندی کا موتی ہے۔ سمندر میں ہوشیار ڈبکی مارنے والا جب غوطہ لگاتا ہے تو گوہر شاہوار کے سوا کچھ نہیں باہر لاتا۔ ایک صاحبِ تحقیق نے کہا ہے۔ قطعہ

شربتِ وصل را بہشت خسے ست ۔۔۔ در رہِ عاشقان بہشت بسے ست

نزدِ شان خود بہشت و دوزخ نیست ۔۔۔ تا پرد مرغ دام و دانہ یکے ست

(یعنی وصال کے شربت کے مقابلہ میں بہشت ایک تنکے کے برابر ہے۔ عاشقوں کے راستے میں ایسے ایسے بہشت ہزاروں ہیں اور ان کے نزدیک بہشت و دوزخ کوئی چیز نہیں ہے جب چڑیا اُڑ گئی تو پھندا اور دانہ برابر ہے)۔ یہ اُڑنے والے طائر ہُویت کی فضا میں اُڑتے ہیں۔ تاکہ بارگاہ صمدیت کا قرب حاصل ہو۔ جب تک چڑیا اُڑتی ہے اس کو دانے پانی کی پروا نہیں ہوتی۔ غرض یہ کہ جہاں کہیں شوق و محبت کی باتیں ہیں وہاں بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی تکلیف کا ذکر کہاں۔

حضرت محمد بن فضیل فرماتے ہیں، مجھ کو سخت تعجب ہوتا ہے کہ دنیا میں اس کا گھر لوگ کیا ڈھونڈتے ہیں۔ دل میں اُس کا جلوہ کیوں نہیں دیکھتے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ گھر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی گھر نہ ہو لیکن مشاہدہ تو یقینی ہوگا۔ اگر وہ پتھر جس پر سال بھر میں ایک دفعہ اس کی نظر پڑتی ہے اس کی زیارت فرض ہو جاتی ہے (حجر اسود) مراد ہے۔ پھر اس دل کی زیارت جس پر تین سو ساٹھ مرتبہ نظر پڑتی ہے اولیٰ فرض کیوں نہ ہوگی۔ اس زمانے میں ہم جیسے بدبختوں کو نہ گھر کی زیارت نہ دل کی زیارت نصیب ہے مصیبت کی خاک سر پر اُچھالنا ہے۔ اپنی سخت بدنصیبی پر رونا چاہیے اور حیلے تدبیر سے ہاتھ دھو لینا چاہیے۔ کیا خوب کہا ہے۔ بیت

من در پئے صبح طرب دلِ طالب شبہائے غم ۔۔۔ بدر روز ما در زاد را از حیلہ کے مقبل کنم

(یعنی میری تمنا ہے کہ خوشی کی صبح دیکھوں اور دل مصیبت و غم کی باتیں چاہتا ہے جو ازلی بدنصیب ہے اس کو میں اقبال مند کیونکر بنا سکتا ہوں) ۔ اپنے اور اپنی عبادت کے گھمنڈ سے نفرت کرو ۔ اپنے اس ایمان کو کفر کے برابر سمجھو ۔ اپنی عبادت کو بت پرستی جانو اور اپنی ذات کو نمرود اور فرعون تصور کرو ۔ اور دعووں سے کنارہ کش رہو ۔ کیونکہ عزت ربوبیت کی بارگاہ ایسی بارگاہ ہے کہ جو کوئی اس کے کنارے پہنچ گیا اُس کے سارے دعوے رخصت ہو گئے ، اور اُس کی کل پونجی پھینک دی گئی اور اُس کی نیکیوں پر گمراہی کا رنگ چڑھ گیا ۔ اور اُس کی عبادتیں گناہوں کے برابر ہو گئیں ۔ اگر بولنے میں یکتائے روزگار ہے تو اُس کی زبان گونگی ہو جائے گی ۔ اور اگر عالم ہے تو جاہل بن جائے گا ۔ اگر اس کی عظمت کی طرف تم دیکھو گے تو کل موجودات کو نیست و نابود پاؤ گے ۔ اور جب اُس کی قدرت و عظمت کی شہنشاہی پر آنکھ ڈالو گے تو جتنی چیزیں معدوم ہو چکی ہیں اُن کو موجود دیکھو گے ۔ دیکھو یہ امر مسلم ہے کہ آن حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے ایسا کوئی شخص پیدا نہ ہوگا ۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایسا پیدا کرنا اُس کی یدِ قدرت سے باہر ہے ۔ نہیں نہیں ، اگر وہ چاہے تو ہر لحظہ میں ہزاروں مظہر جمال حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کے مانند پیدا کر دے ۔ اور ہر سانس میں اُن کو ایسی معراج ہو کہ قاب قوسین تک رسائی ہو جائے ۔ کیا شانِ عظمت و جلال میں اس سے کچھ زیادتی ہو گی ؟ ناممکن ۔ بالکل محال ۔ اسی طرح اگر وہ چاہے تو ایک آن میں لاکھوں کو پیدا کر کے رکھ دے تاکہ دعویٰ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (میں تمھارا بزرگ و برتر پروردگار ہوں) سے جہان میں وہ شور و فساد برپا کر دیں ۔ پھر بھی اس تخلیق سے کیا جمال و کمال میں اس کے ذرہ برابر بھی کمی ہو سکتی ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ اور سنو ، اگر وہ چاہے تو روئے زمین میں جتنے مشرک و کافر ہیں سبھوں کو دریائے رحمت میں غرق کر دے ۔ اس سے ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ صفتِ قہر میں اُس کے کمی آئی یا آسکتی ہے ۔ اور سنو ، اگر وہ چاہے تو جہان میں جتنے نبی و ولی ہیں ایک ڈوری میں قہر کی باندھ کر ابد الآباد تک عذابِ الیم میں مبتلا کر دے ۔ کیا اس سے صفتِ رحمت میں اُس کی کچھ بھی کمی پیدا ہو گی بالکل نہیں

برادرِ عزیز: تم سن کر حیران ہو گئے، کہ خدا میں ایسی ایسی صفتیں بھی ہیں۔ اللہ اللہ، بشر کیا سمجھے اور کیا جانے۔ اس سے بھی کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ اس کی شان ہے۔ قدرت و عظمت کا جہاں علم بلند ہوا، مکونات، مقدورات اور مخلوقات کی کچھ ہستی بھی باقی رہ سکتی ہے؟ ناممکن.

نقل:۔ ایک شخص نے اپنے لڑکے کو مکتب خانہ میں بھیجا۔ جب شام کو وہ لڑکا گھر آیا تو باپ نے پوچھا۔ "کہو آج استاد نے کیا پڑھایا۔ اُس نے کہا ابھی تو الف ہی کی نوبت ہے جس کا مطلع صاف ہے۔ اور بالکل مجرد ہے۔ جہاں ایسی بڑی بڑی کتابیں ہو رہی ہوں، وہاں اس کا شمار ہی کیا ہے؟ والسلام۔

ودو فراهم آوردن مشغول یافت بنور شود حالت کر شحنهٔ غیرت
هر دل را که بغیر مشغول یابد آن دل را از راه و درگاه رضا براند وبراهیم
بدان چنین مشغول کرداند پس اگر از سر همه بتواند خاست باری از دوست
درم پنج درم بدرویش دهند بر حسب ضعف خویش این کرم شرع بود در
باب ضعفا من کان اضعف کان الرب به الطف هر که ضعیف تر
حق تعالی بر وی مهربان تر اما زکوة را با این طایفه کجا ملاقاة بتجرید و
تفرید راه اینانست یکی از اهل صفه رسول صلی الله علیه وسلم نقل کرد
یک دینار در جامهٔ وی یافتند فرمود که کیة مرا او را بکی داغ کنند و دیگر
هم از اهل صفه نقل کرد از وی دو دینار ماند در حق وی فرمود که کیتان
مرا او را دو داغ کنند چون ایشانرا دعوی تجرید و تفرید بود این مقدار
از ایشان جنایت آمد ای برادر آنکه در اول قدم جان باخته است مال را
نزدیک وی خطر نباشد این کار من و تو نیست این دولت که داد مدبران
ما در دادند از من و تو لا ان شاء الله تعالی که بدیشان تشبهی آید من تشبه
بقوم فهو منهم فردا ما را دستگیری فوزی و فلاحی را امید بود و اگر
دمار از ما بر آمد همیشه از معصیت مستغفر و از طاعت شرمنده
بود چنانکه معصیت را بمغفرت حاجت است طاعت را نیز حاجت است
اگر آفت طاعت ترا بیش تو آرند از طاعت بیش از آن ترسی که از معصیت
مصطفی صلی الله علیه وسلم میگوید انی لاستغفر الله فی الیوم مایة مرة دامن
نبوة از آن پاک بود که غبار معصیت بروی نشستی ولیکن آن استغفار

ازطاعت

از طاعت بود و آنچه علاوه بسیار گفتی استغفر الله من قلة صدقی فی
قولی استغفر الله عایشه رضی الله عنها روایت کند که از مصطفی صلی الله علیه
وسلم پرسیدم از معنی این آیه والذین یؤتون ما آتوا و قلوبهم وجلة یا
رسول الله این آیه در حق کیست آنکه خمر خورد و زنا کند گفت نه این آیه
در حق کسی است که نماز کند و روزه دارد و صدقه دهد و ترسان و لرزان
باشد که از وی بپذیرند یا نه گفته‌اند ایشانست که جه جای نا ترسیدنست
ستر کرم اوست که ما بر یکدیگر سلام می کنیم و با یکدیگر روزگار می گذاریم
والعیاذ بالله اگر او این ستر بر دارد نخست از پدر پسر ببرد و مادر از فرزند

قصیده

دور شهر مرد نیست ز من نابکارتر ❊ مادر نبیر زاد ز من خاکسارتر
هستم میان حلقهٔ دعوی میان خلق ❊ جای دگر ز حلقهٔ در بر کنارتر
مغ با مغان بطوع ز من راست گوی تر ❊ سک با سکان ز من بوفا سازگارتر
اینست جای شکر که در موقف جلال ❊ نومیدتر کسی بود امیدوارتر

بسم الله الرحمن الرحیم

مکتوب سی پنجم در حج

برادر شمس الدین سلمه الله
بداند که حج عبادت بدنی و مالی است و این طایفه را در حج سرها و کارها
است و بحقیقت زیارت کنندهٔ کعبه معظم چون زیارت کنندهٔ خداوند
است جل و علا و کرامت زیارت کننده از لوازم کرم است و مقصود و مراد
طالبان از حج خانه خداوند خانه است نه خانه اما خانه در میان بهانه
سلطان العارفین قدس الله روحه گفت چون بحرم رفتم و جمال کعبه بدیدم

با خود گفتم من از جنون این خانه بسیار دیدم مرا خداوند خانه باید باز گشتم
سال دوم چون رسیدم چشم صنمی بکشادم خداوند خانه را دیدم و خانه
گفتم در عالم الوهیت محتار که نگنجد و در عالم وحدانیت زحمت دوئی
نه محبوب و خانه و من سه باشد انکه دو بیند ملحد بود من که سه بینم
چگونه ملحد نباشم در حال باز گشتم در سال سیوم چون بحرم رسیدم
لطف محبوب مرا در بر گرفت و پردهٔ عزت از بصر بصیرت من بر گرفت
شمع معرفت در دلم بر افروخت و هستی مرا با نوار تجلی بسوخت و این خطاب
بسرم رسانید ندانت زایری حقا الحق علی المزور ان یکرم زایره مثنوی
تا چشم بر کشادم نور رخ تو دیدم ؛ تا گوش بر کشودم آواز تو شنیدم
چون محبان صادق مر جمال آن خانه از محبوب بی نشان نشانی است
چکنند بدان خود را تسلی دهند چنانکه گفته اند من منع عن النظر
تسلی بالاثر هر که از دیدن جمال دوست ممنوع بود بتماشای محبوب خود را
تسلی دهد مجنون گرد خانه لیلی هر صبح و شام گشتی و خاک در و دیوار او
بوسیدی شعر الطوف الی جدار دیار لیلی ؛ اقبل ذا الدیار و ذا
الجدارا ؛ فما حب الدیار شغفن قلبی ؛ ولکن حب من سکن الدیارا
چنین نیاز بر خاک آن آستانه می مالند و بدرد دل می نالند و امید می
دارند تا از دیدن خانه بدیدن جمال خداوند خانه رسند و از نشان
بعیان مشرف شوند گفته اند چون محب بداند که مقصود وی از آن
در بر خواهد آمد و مطلوب وی را از آن در بیرون خواهد آمد کر مدت مقامی

مرا

که ویرا

که ویرا در بر دارد از فنا خواهد بود لحمد ازان در بر خیزد ندا کنند بر در هر که
خواهی رو بسوی هر که خواهی رو پای کلیم گیری دست بگیرد و اگر سر بر قدم
مسیح نهی بپذیرد هر که جان می باید بر در او آویزد برای این معنی در سخن
دربار سید مختار رفته است حجة مبرورة خیر من الدنیا و ما
فیها حج پسندیده بهتر از دنیا و انچه در دنیاست چون بنده دل از مهر
اهل و فرزند بر دارد و روی براه درگاه آرد چون بعد جهد جهد و مشقت
شدید جمال الکعبه ببیند هر اینه لذت یافت جمال الکعبه و بر احسان بود
که هر لذات در موازنه آن زحمت نماید و اگر درین حال نسیم عنایت
در بر بیدن نماید و حجاب وجود شی از پیش بر آید بر بیش که کعبهٔ دلهاست
مکاشف شود و چون محرمان قدسی گرد عرش مجید طواف کردن گیرد
درین مقام آن لذت یابد که لذات بهشت را نشاید که در مقابله آن
لذت خوانی و اگر خود نظر سرش از مکونات درگذرد و از محسوسات
و معقولات بگذرد و بیافت دیدار محبوب سعید گردد حالش
ادراک عقول و اوهام بعید گردد پس بدین معنی حجة مبرورة
خیر من الدنیا و ما فیها باشد و خیر من العقبی ایضا و الحق حضرت
رسالت صلی الله علیه و سلم فرموده است حجة مبرورة ما لها جزاء
الا الجنة حج مبرور را جز جن بهشت نیست یعنی چون محب در عشق
دیدار محبوب از اهل و فرزند برخاست و جان و دل در میان نهاد
مطلوبش هر اینه بخلعت رضا و تشریف لقا مشرف گرداند که گفته

اینا است که اگر نه آن بودی که محبان را در بهشت وعدهٔ دیدار است
هرگز ذکر بهشت بر ضمیر منیر طالبان نگذشتی و هیچکس از ایشان بر عرصت
قدم در جنت فردوس ننهادی ای برادر بهشت صدفی است که درّ رضا
محبوب در آنست غواص بلند همت در دریای محیط فرو رفت جز لولو
شاهوار بر نیارد محققی گفته است رباعی

شربتی وصل را بهشت نسیه است * دوزخ عاشقان بهشت بی است *
بی خودشان بهشت و دوزخ است * تا بود مرغ دام و دانه یکیست *

آن مرغان در هوای هویت بر امید قرب حضرت صمدیت می‌پرند و تا
مرغ در هوا و باشد وی را پروای دانه و دام کجا باشد حاصل الامر کجا
ذکر محبت و شوق رود حدیث بهشت و زحمت دوزخ چکند محمد بن
فضل رحمه الله علیه گوید عجب از آن دارم که اندر دنیا خانه وی طلبند
چرا اندر دل مشاهده وی طلبند که خانه باشد که یابد و باشد که
نیابد اما مشاهده لا محاله باشد اگر زیارت سنگی که سالی یکبار نظری
باشد فریضه بود پس زیارت دلی که روزی سیصد و شصت
نظر باشد اولیتر که فریضه بود اکنون ما بی دولتان ما در زاد را
زیارتخانه است و نه زیارت دل خاک مصیبت بر فرق باید ریخت
و بر شقاوت و ادبار خود باید گریست و از بی حیلت و تدبیر دست
باید شست خوش گفته اند بیت

من در پی صبح طرب دل عاشق شبها غم * بد روز نهادند ازل انجیله کی تقبل

از خود

از خود و از طاعت خود منکر باش ایمان خود را بنظر نیاور عبادت خود
را بت پرستی شمر و خود را نمرودی و فرعونی تصور کن و از دعوی دور
باش که بسلطان عزت ربوبیت بسلطنت کرم که بحاشیهٔ آن بسلطان رسید
همه دعویهاش بر سید و همه سرمایهاش فرو ریخت و همه حسناتش
زلات گرفت و همه طاعتش با معاصی برابر امد اگر فصیح جمالست
گدا کرده و اگر عالم ما لست جا حاصل کرد چون در عظمت و عزت بی نیاز
او نظر کنی همه موجودات عدم بینی و چون بسلطان و قدرت او نگری همه
معدومات را موجود یابی اگر خواهد در هر لحظه صد هزار چون
محمد بیافریند و هر نفسی از انفاس ایشان را مقام قاب قوسین دهد در
جلال او ذره زیادت نگردد و اگر خواهد در هر نفسی صد هزار چون
فرعون بیافریند تا دعوی انا ربکم الاعلی کنند در جمال و کمال او ذره کم
نگردد و اگر خواهد هر که در روی زمین کافر و مشرکیاست در دریا
رحمت غرق کند از صفت قهر او ذره کم نگردد و اگر هر که در عالم نبی و
ولیست همه را در یک سلسلهٔ قهر کشد و خالدا و مخلدا در عذاب
الیم بدارد و از صفت رحمت وی ذره کم نیاید ای برادر اینجا که قدرت
و عظمت علم زند مکونات و مقدورات و مخلوقات را چه خطر
مردی کودکی بدبیرستان فرستاده بود چون شبانگاه بخانه باز آمد
او را پرسید که امروز استاد ترا چه آموختست گفت اینکه الف هیچ
ندارد والسلام ه بسم الله الرحمن الرحیم